اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی تصنیف و تالیف میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی خدمات

* ڈاکٹر محمود الحسن عارف

دائرہ معارف (انسائیکلو پیڈیا) کا معنی و مفہوم

دائرہ معارف (انسائیکلو پیڈیا) سے مراد ایسی کتاب یا موسوعہ علمی ہے جس میں علوم انسانی کی جملہ اصناف کا خلاصہ بہ ترتیب حروف تہجی دیا جائے، اس میں مضامین سے بحث کی جاتی ہے الفاظ وکلمات سے نہیں۔ وہ آخری رہنما کتاب کے بجائے اوّلین کتاب حوالہ سمجھی جاتی ہے، جیسے کہ ''انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا'' وغیرہ ہیں، اس کے مقابلے میں ڈکشنری میں صرف الفاظ سے بحث کی جاتی ہے، مضامین سے نہیں۔

دائرہ معارف (انسائیکلو پیڈیا) سے متعلق اسلامی روایات

دائرہ معارف، (انسائیکلو پیڈیا) کا نام اور اس کی جدید روایت بے شک مغرب نے متعارف کرائی ہے، لیکن اس میں کوئی شک اور شبہے کی گنجائش نہیں کہ موسوعات علمیہ سے متعلق ہماری روایات بہت شاندار ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ مسلمان ہی اس کے مؤسس و بانی ہیں۔

ظہور قدسی ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے علاقے کی طرف مبعوث ہوا کرتے تھے، لیکن قرآن مجید کا دامن آفاق گیر ہے۔ یہ آسمانی صحیفوں کے ایک طویل سلسلے کی آخری کڑی ہے۔ ایک کامل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبے کی آبیاری کی گئی ہے۔ اس میں پہلی کتابوں کے زندہ علوم کو بھی سمیٹا گیا ہے اور دنیا کے لیے آئندہ علمی رہبری کا بھی سامان موجود ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البينة:٣)

---

* چیئرمین اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور۔

مسلمانوں نے قرآن مجید کی رہنمائی کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالا اور ہر شعبہ علم میں علوم و معارف کے دریا بہا دیئے۔ انہوں نے اپنے بالکل ابتدائی دور میں مختلف علوم و فنون کی ہزاروں کتابیں تصنیف و تالیف کیں اور بالآخر وہ دور بھی آ گیا کہ علوم و فنون کی اس توسیع اور ترقی کے باعث حوالے کی متعدد کتابیں معرض وجود میں آ گئیں جن میں اس دور کی معلومات کی سہل الحصول تلخیص پیش کی گئی اور یوں بڑے بڑے بلند پایہ موسوعات نویس منظر عام پر آئے۔

اندلس کی تباہی، تاتاریوں کی یورش اور گذشتہ چودہ سو برسوں میں ایسے چھوٹے بڑے کتنے ہی انقلابات کا اسلامی دنیا کو سامنا کرنا پڑا اور علم و فن کی کیسی کیسی گراں مایہ ہستیاں دنیائے عدم میں چلی گئی، پھر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کئی بڑے بڑے علمی شاہکار آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں مثلاً ابن عبدربہ (م ۳۲۸ھ) کی العقد الفرید، ابو النصر فارابی (م ۳۳۹ھ) کی کتاب احصاء العلوم، اخوان الصفا کے رسائل (حدود ۳۵۰ھ) الخوارزمی (م ۳۸۷ھ) کی مفاتیح العلوم، ابوحیان التوحیدی (م ۴۰۰ھ/ ۱۰۱۰ء) کی المقابسات، جس میں ۱۰۳ علوم و مسائل پر بحث کی گئی ہے، وغیرہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔

اس ضمن میں عربی کے علاوہ اسلامی ممالک کی دوسری ترقی یافتہ زبانوں میں بھی بہت سا کام ہوا اور اس عہد میں جب مغرب جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہا تھا، فارسی میں ابن سینا (م ۴۲۵ھ/ ۱۰۳۷ء) کا ''دانش نامہ علائی''، امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ/ ۱۲۰۹ء) کی ''جامع العلوم''، علامہ قطب الدین مسعود شیرازی کی ''درۃ التاج'' اور ساتویں صدی ہجری کے محمود آملی کی ''نفائس الفنون'' قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح عالم اسلام کی تیسری اہم زبان ترکی میں شمس الدین سامی کی قاموس الاعلام (تصنیف ۱۸۸۹ء) تو ابھی پچھلی صدی ہی کا کارنامہ ہے، جو اپنی ضخامت اور اہمیت دونوں کے اعتبار سے کتنی ہی کتابوں پر بھاری ہے۔

اردو زبان میں ''دائرہ معارف'' کی غیر موجودگی

بایں ہمہ اردو، جسے برصغیر پاک و ہند میں بسنے والے اندازاً چالیس کروڑ مسلمانوں کی مذہبی اور تہذیبی روایات کا ترجمان ہونے کا دعویٰ ہے، اس نوعیت کی کتاب سے تہی دامن چلی آ رہی تھی۔ سچ پوچھیے تو اسلامی دائرہ معارف تو درکنار کسی عمومی موسوعہ کو بھی ہمارے اہل قلم نے قابل توجہ نہیں گردانا تھا، حالانکہ مشرق کی دوسری زبانوں کا دامن اس

سے خالی نہیں رہا، مثلاً ہمنی میں ہزاروں کراسوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب موجود ہے۔ مرہٹی کا مہا کوش ۲۴ جلدوں پر ملتا ہے۔ بنگالی کے موسوعات ستائیس جلدوں میں مشتمل ہیں اور تو اور گورمکھی تک میں سات جلدوں پر مشتمل ایک انسائیکلو پیڈیا موجود ہے۔

آغاز کار اور ابتدائی دور

اردو کی یہ کم مائیگی اہل درد کو ایک مدت سے کھٹک رہی تھی۔ دراصل یہ کام کسی ایک فرد کے بس کا روگ بھی نہیں تھا، اس کے لیے ایک جماعت اور کافی سرمائے کی ضرورت تھی، چنانچہ ۱۹۴۰ء۔ ۱۹۴۱ء میں اورئینٹل کالج کے اس وقت کے پرنسپل، ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، نے یہ تجویز پیش کی کہ پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام اردو میں ایک ایسا دائرہ معارف اسلامیہ مرتب کیا جائے جو اسلامی تہذیب و ثقافت کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو، لیکن وہ زمانہ ایسا تھا کہ یونیورسٹی کے اربابِ اقتدار کو اس پر آمادہ نہ کیا جا سکا۔

قیام پاکستان کے بعد جب ملت کے اجتماعی تقاضوں کو نئی زندگی ملی اور ان کی تکمیل کے لیے ایک تازہ ولولہ پیدا ہوا تو ڈاکٹر سید عبداللہ نے، جو اس وقت اورئینٹل کالج کے پرنسپل تھے، پنجاب یونیورسٹی کی توجہ ایک بار پھر اردو میں دائرہ معارف کی تجویز کی طرف منعطف کرائی۔ اس بار پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی تدوین کی تجویز قبول کر لی۔ مقصود یہ قرار پایا کہ اردو میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر معلومات کا ایک ایسا مستند ذخیرہ فراہم کیا جائے جس کی طرف لوگ اپنے مذہبی تصورات، تہذیبی روایات، ملت کی مختلف اقوام کی تاریخ، اس کے مشاہیر کے سوانح حیات، مختلف اسلامی ممالک کے جغرافیائی کوائف اور وہاں بسنے والوں کے نسلی حالات کے متعلق اعتماد سے رجوع کر سکیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (لائیڈن) سے محتاط استفادہ

تاہم ایک مکمل دائرہ معارف اسلامیہ کی تدوین ایک بہت دشوار کام تھا۔ ہمارے ہاں ایک طرف تو ایسے علماء و فضلاء بہت کم ہیں، جو اسلامیات کے ہر پہلو پر گہری نظر رکھتے ہوں، ہمہ گیر قابلیت کے حامل ہوں اور مشرق و مغرب

دونوں کے نقطۂ نگاہ سے بخوبی آگاہ ہوں اور دوسری طرف ہمارے کتب خانوں میں ایسی کتابیں دستیاب نہیں، جو مستند مآخذ کا کام دے سکیں۔ اس طرح ایک مطبع زاد دائرہ معارف اسلامیہ کی ترتیب وتدوین ہمارے وسائل سے ماورا نظر آئی۔ چنانچہ عملی مشکلات کے پیش نظر یہ طے پایا کہ اپنے منصوبے کی بنیاد اس کتاب پر رکھی جائے جو ڈچ رائل اکادمی کے زیر اہتمام لائیڈن سے ''انسائیکلو پیڈیا آف اسلام'' کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ اس کا پہلا ایڈیشن چار جلدوں اور ایک تکملے پر مشتمل تھا۔ اس کی طباعت ۱۹۰۴ء میں شروع ہوکر ۱۹۳۸ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ درحقیقت یہ نامور مستشرقین کی تقریباً نصف صدی کی مشترکہ مساعی کا شاندار نتیجہ ہے۔ اس میں عالم اسلام کے مشہور افراد، مقامات، واقعات اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والی مسلم اقوام کے عقائد اور تمدنی حالات پر جامع مقالات لکھے گئے ہیں اور انہیں حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ پھر ہر مقالے کے آخر میں مزید اور مفصل معلومات کی نشاندہی کے لیے مآخذ (کتابیات) کی فہرست بھی درج کر دی گئی ہے۔ اسی بناء پر اسے عالم اسلام میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا، چنانچہ حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی مشہور ترک فاضل پروفیسر خلیل خالد کو ان کے ایک مکتوب کا جواب دیتے ہوئے مشورہ دیا تھا کہ وہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مستقل طور پر پیش نظر رکھیں۔ اس دائرہ معارف کی اسی اہمیت کے پیش نظر، مصر اور ترکی میں فوری طور پر اس کا ترجمہ شروع کر دیا گیا۔ (مگر وہ مکمل نہ ہوسکا)

تاہم یہ حقیقت ہے کہ ہر انسائیکلو پیڈیا کسی مخصوص نقطۂ نظر کی عکاسی کرتا ہے۔ لائیڈن انسائیکلو پیڈیا مغربی علم و فضل کی پیداوار ہے اور ان لوگوں کے لیے لکھا گیا ہے جو مغرب کی علمی روایات کے تنقیدی اصولوں کو قبول کر چکے ہیں لہٰذا یہ کتاب من وعن ہمارے لیے کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتی تھی، اس لیے اس دائرہ معارف میں اسلام کی مقدس شخصیات اور بعض دوسرے موضوعات کے متعلق حد سے زیادہ بغض وتعصب کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور پاکستان جیسی اسلامی مملکت کے علمی ادارے کی طرف سے مسلمانوں کے لیے پیش کیا جانے والا دائرہ معارف اسلامیہ غیر مسلموں کے نقطۂ نظر کی رو سے مرتب نہیں کیا جاسکتا تھا، چنانچہ لائیڈن ''انسائیکلو پیڈیا آف اسلام'' کو اپنے حلقہ ناظرین کے عقائد اور مذاق کے مطابق بنانا ناگزیر تھا۔ عربی اور ترکی زبانوں میں جب اس کے ترجمے کا کام شروع ہوا تھا تو وہاں اس مسئلے کا حل یہ نکالا گیا تھا کہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے پبلشر سے اصل تالیف میں حک واصلاح اور اطناب وایجاز کی اجازت لے لی گئی۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے سلسلے میں بھی یہی راستہ اختیار کیا گیا۔

لائیڈن......انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے پبلشرز سے با قاعدہ ترجمے اور ترمیم واضافے کی اجازت لی گئی اور طے پایا کہ ترجمہ کرتے وقت جہاں جہاں کوئی بیان تاریخی واقعات اور اسلامی احساسات کے خلاف نظر آئے اس کو علمی اور تحقیقی اساس پر تبدیل کر دیا جائے چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔

اس کی ابتداء محدود وسائل کے ساتھ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے کی۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۸ء سال محض لائیڈن سے ترجمے اور اس کی تصحیح کا کام ہوا۔ ۱۹۵۸ء سے طباعت کی ابتداء ہوئی۔ سب سے پہلے موجودہ اعتبار سے چھٹی جلد طبع کی گئی۔ اس لیے کہ لائیڈن انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے پبلشرز نے شعبے کو آگاہ کیا تھا کہ بہت جلد اس کا نیا ایڈیشن آ رہا ہے، چنانچہ حرف الف کے مقالات میں نئے ایڈیشن سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، لیکن ابھی اس کی دوسری اور تیسری جلد زیر طبع تھی کہ اس کے مؤسس و بانی ڈاکٹر مولوی محمد شفیع قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ (مارچ ۱۹۶۳ء) اس کے بعد اگرچہ مختلف حضرات بطور صدر شعبہ کام کرتے رہے۔ لیکن کام میں بہتری پیدا نہ ہوئی، بالآخر نومبر ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے، اس کی صدارت کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور اپنی وفات (۱۴/اگست ۱۹۸۶ء) تک اس عہدے پر کام کیا، ان کے زمانے میں شعبے کی کارکردگی بہت اچھی رہی اور دائرہ معارف اسلامیہ کی تقریباً ۲۰ جلدوں کی طباعت ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد پروفیسر سید امجد الطاف صدر شعبہ مقرر ہوئے۔ ان کے دور میں ۱۹۹۲ء میں اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی تکمیل ہوئی۔ ۱۹۹۴ء میں اس کا اشاریہ مقالات مرتب ہوا۔ ان کی وفات (۵/جولائی ۱۹۹۵ء) کے بعد سے راقم صدر شعبہ ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی ''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' سے تعلق کی ابتداء

بیسویں صدی کے نصف میں برصغیر پاک وہند کے علمی افق پر جن شخصیات کے اسمائے گرامی علوم اسلامیہ کے میدان میں نمایاں تھے، اُن میں ایک نہایت محترم نام ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کا تھا، آپ کی علمی و تحقیقی نگارشات و مقالات برصغیر کے معروف علمی و تحقیقی جرائد و رسائل '' معارف، اعظم گڑھ''، مجلّہ عثمانیہ حیدر آباد، اسلامک کلچر حیدر آباد، وغیرہ میں شائع ہو رہے تھے اور اس کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبان میں بھی آپ مسلسل لکھ رہے تھے برصغیر کی مختلف علمی و تحقیقی مجلسوں، مثلاً ادارہ معارف اسلامیہ، لاہور، اور علمی کانفرنسوں میں بھی آپ کی شرکت رہی۔

ان کانفرنسوں میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، کے علاوہ برصغیر کی دیگر اہم علمی شخصیات بھی شریک تھیں۔ اردو معارف اسلامیہ کی ترتیب وتدوین کے لیے جن محققین سے درخواست کی گئی ان میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھی شامل تھے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے موسس ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی نمایاں علمی خدمات سے واقف تھے، ادارۂ معارف اسلامیہ لاہور کے دوسرے سالانہ اجلاس ۱۰، ۱۱/اپریل ۱۹۳۶ء میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد (دکن) کی طرف سے اس کانفرنس میں شریک ہوئے تھے، جب کہ اس کانفرنس کی مجالس کی صدارت مولوی محمد شفیع صاحب نے کی تھی۔ اس طرح وہ لاہور کی علمی مجالس اور اورئینٹل کالج کی تحقیقی سرگرمیوں سے واقف تھے اور ان اداروں کے محققین سے ان کے تعلقات تھے۔

''اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' کی تدوین وتالیف کا ابتدائی زمانہ تھا اور شعبے کے سربراہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع تھے، ڈاکٹر صاحب کے اس زمانے کے معروف مسلم اور غیر مسلم اہل علم سے ذاتی روابط تھے، اس لیے یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے بذاتِ خود ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے رابطہ قائم کیا ہو اور انہیں اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے لیے مقالات لکھنے پر آمادہ کیا ہو۔ ڈاکٹر وحید مرزا جو کہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے بعد ازاں مدیر ہوئے، ان کے بھی ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی کے نام اپنے ایک مکتوب میں ڈاکٹر وحید مرزا کا ذکر کیا ہے۔ (۲)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ سے تعلق بالکل ابتدائی زمانے میں ہو گیا تھا، اور ان کا پہلا مقالہ ''حرف الف'' کی تختی میں شائع ہوا، یہ تعلق شعبے کے عملی ارتقاء کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہا، اور جس طرح حرف الف کی تختی میں ان کا مقالہ شامل ہے، اسی طرح حرف یاء کی تختی بھی، جس پر اس موسوعہ علمیہ کا اختتام ہوتا ہے، ڈاکٹر صاحب کے مقالات سے خالی نہیں ہے، بلکہ اس تختی میں ڈاکٹر صاحب کا مقالہ ''یہود'' موجود ہے۔ اس طرح ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس شعبے سے قلمی تعلق حرف الف کی تختی سے شروع ہوا اور اس کے اختتام تک جاری رہا۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی طباعت کی ابتداء ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۲ء میں ہوئی۔ اس طرح تقریباً ۳۴ برسوں پر محیط عرصے کے دوران میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا شعبے سے تعلق برابر قائم رہا۔ جو شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ اور پنجاب یونیورسٹی کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے لیے ''صدر شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' کی پیشکش

درمیان میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب صدرِ شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی مسند خالی ہوئی تو ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو اس مسند کے لیے سرکاری طور پر پیش کش کی گئی۔اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ:

جب ''ڈاکٹر مولوی محمد شفیع'' کا مارچ ۱۹۶۳ء میں انتقال ہوا تو اس وقت سنیارٹی کے اعتبار سے شعبے میں سب سے زیادہ سنیئر ڈاکٹر وحید مرزا صاحب تھے۔جن کا تعلق بمبئی یونیورسٹی سے تھا، اور جو ڈیپوٹیشن پر یہاں خدمات انجام دے رہے تھے، چنانچہ شعبے کے بورڈ آف گورنرز نے سنیارٹی کا خیال اور لحاظ کرتے ہوئے انہیں شعبے کی مسند صدارت پر فائز کر دیا۔چنانچہ انہوں نے مولوی محمد شفیع ہی کے اسلوب میں شعبے کے تحقیقی کاموں کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔لیکن ۱۹۶۴ء میں دونوں ملکوں کے حالات بری طرح خراب ہو گئے اور کشمیر میں ہونے والی جنگ ''پاک بھارت جنگ'' میں بدل گئی، جس سے دونوں ملکوں کے مابین سفارتی روابط مکمل طور پر بھی ختم ہو گئے۔حالات کی اس بدلتی ہوئی صورت حال کا شعبے پر یہ اثر پڑا کہ ڈاکٹر وحید مرزا کو واپس ہندوستان جانا پڑا اور یوں یہ شعبہ صدرِ شعبہ کے بغیر رہ گیا۔

۱۹۶۶ء کی ابتداء میں ''صدرِ شعبہ'' کی آسامی کو مشتہر کرنے کے لیے اخبار میں اشتہار دیا گیا، لیکن کوئی بھی موزوں شخصیت سامنے نہ آسکی، اس پر سنڈیکیٹ پنجاب یونیورسٹی نے وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی کو ہدایت کی کہ وہ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو اس مسند کی پیش کش کریں، چنانچہ اس موقع پر اس وقت کے وائس چانسلر، پروفیسر حمید احمد خان نے، جو پنجاب یونیورسٹی کے نمایاں ترین شیوخ جامعہ میں سے تھے۔ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا، یہ خط اردو میں تحریر کیا گیا ہے اس کی عبارت درج ذیل ہے:

۹ ستمبر ۱۹۶۶ء

مکرمی ومحترمی!

السلام علیکم۔

ایک اہم علمی وقومی مسئلے پر آپ کی توجہ مبذول کروانے کی اجازت چاہتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کی انہی دو حیثیتوں کو پیشِ نظر رکھ کر اس پر غور فرمائیں گے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم کی وفات کے بعد Urdu Encyclopeadia of Islam یعنی دائرہ معارفِ اسلامیہ (اردو) کے صدر ڈاکٹر وحید مرزا مقرر ہوئے تھے، لیکن پاکستان و ہند کی گذشتہ جنگ کے بعد وہ بھارت چلے گئے اور پھر واپس تشریف نہ لائے، نتیجہ یہ نکلا کہ یونیورسٹی کو ان کا استعفیٰ منظور کرنا پڑا۔ اب کوئی نو دس مہینوں سے ان کی جگہ خالی پڑی ہے اور ہمیں مسلسل کوشش کے باوجود دائرہ معارفِ اسلامیہ کے اہم کام کو اعلیٰ معیار پر جاری رکھنے کے لیے کوئی موزوں شخصیت نہیں مل سکی۔ اس وقت یہاں سب کی نظریں آپ کی طرف اٹھ رہی ہیں، کیونکہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم کے حقیقی معنوی جانشین آپ ہی ہیں اور آپ ہی اس قومی منصوبے کو باحسن وجوہ پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس ادارے کا سربراہ ہونا قبول فرمائیں اور مجھے براہِ کرم مطلع فرمائیں کہ آپ کن شرائط پر یونیورسٹی کی یہ پیشکش قبول فرما سکیں گے۔ اس سلسلے میں اطلاعاً یہ گذارش کردوں کہ صدر دائرہ معارف اسلامیہ کے لیے پندرہ سو ماہوار کے علاوہ ڈیڑھ سو روپے ماہوار بطور کرایہ مکان پہلے سے ہی مقرر ہے، نیز خاص صورتوں میں اس رقم پر خاص/ ذاتی مشاہرے کا اضافہ بھی ممکن ہے۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

فقط والسلام

منتظر جواب باصواب

حمید احمد خان (۲)

بخدمت شریف!

جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس کے جواب میں، پاکستان آنے سے معذرت کر لی اور اس کی بڑی معقول وجوہ بیان کیں، لیکن انہوں نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا، ڈاکٹر صاحب کے خط کا متن درج ذیل ہے:

مخدوم محترم وائس چانسلر صاحب

سلام مسنون نیاز مندانہ، دو دن ہوئے عنایت نامہ ملا، غور کرتا رہا کہ کیا جواب دوں۔

یہ معلوم کر کے دلی صدمہ ہوا کہ دائرہ معارف اسلامیہ کے کام میں رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں، میرا فریضہ ہے کہ ممکنہ ہاتھ بٹاؤں، لیکن کئی پیچیدگیاں ہیں:

میں بوڑھا ہو چلا ہوں۔ گزشتہ محرم میں ساٹھ سال ختم کر چکا ہوں، اس کام کے لیے ایک جواں سال مستعد آدمی کی ضرورت ہے۔ جامعہ استانبول کی خدمت کے معاہدے میں ابھی پانچ سال اور باقی ہیں، وہاں ہر سال تین ماہ کے لیے جانا پڑتا ہے۔

آپ کے ہاں کے کام کی دو ہی نوعیتیں ہو سکتی ہیں۔ انتظامی اور علمی، مجھے انتظام کا نہ تجربہ ہے اور نہ سلیقہ۔ علمی کام کے لیے لاہور کا قیام لابد نہیں معلوم ہوتا۔ انیس سال سے ادھر قیام کے باعث لاہور کی گرم آب و ہوا اب اپنی پیری میں برداشت کرنا مشکل ہے۔ میں نہیں جانتا ذیل کی تجویز کس حد تک قابل عمل ہو گی۔ آپ مثلاً وہاں کاربرآری کے لیے کسی اچھے فاضل کو مامور فرمالیں۔ کراچی میں غالباً عربی کے پروفیسر ہیں، ڈاکٹر سید محمد یوسف، وہ میری رائے میں ہر طرح موزوں ہیں......، اور کام مجھے پارسل روانہ فرماتے رہیں، مطلب یہ ہے کہ ہر کراسہ کو مطبع بھیجنے سے قبل میں دیکھ لوں اور قابل اصلاح چیز معلوم ہو تو تجویز پیش کر دیا کروں، کتب خانوں کی سہولتیں ظاہر ہے کہ یہاں زیادہ ہیں۔

میں اس کام کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتا، پاکستانی سفارت خانہ اگر ڈپلومیٹک بیگ سے کاغذات کی آمد و رفت کا انتظام کر دے تو بہتر ہے کیونکہ یہاں کی ڈاک کے قواعد کے تحت ایسے کاغذات کتاب نہیں، بلکہ خط شمار ہوتے ہیں اور ہوائی ڈاک ناقابل برداشت طور پر گراں ہو جائے گی۔

ان حالات میں ماہوار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جامعہ عثمانیہ میں چودہ سال کام کر چکا تھا، جدید دور میں اس نے طے کیا کہ مجھے وظیفے (پنشن) کا حق نہیں، یہاں مکر نئی زندگی شروع ہوئی، دو چار سال بعد یہاں بھی وظیفے کا حق پیدا ہوگا اس سے دستبردار ہو کر کسی اور ملک میں نئی طرز زندگی اپنی پیرانہ سالی میں پیچیدگیاں پیدا کرے گی۔ یہ ظاہر ہے کہ پاکستان میں ماہوار یہاں سے کم ملے تو وہاں کے مصارف بھی کم ہوں گے، اس لیے اس کو کوئی اہمیت یوں بھی نہیں۔ ڈاکٹر وحید مراز صاحب نے مجھے ''بیمہ'' (انشورنس) کے متعلق ایک مقالہ مانگا تھا، میں اسے دو چار دن میں بھیجنے والا ہی تھا کہ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ معلوم نہیں کہ اس کی کس حد تک ضرورت باقی ہے بہر حال اسے ان شاء اللہ قریب میں بھیج ہی دوں گا۔

داشتہ آید بکار

نیازمند

(محمد حمید اللہ) (۳)

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے ساتھ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تعاون

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے جو تجویز دی اُس پر تو عمل درآمد نہ ہو سکا، تاہم ڈاکٹر صاحب کا علمی تعاون بدستور جاری رہا۔ آپ نے دائرہ معارفِ اسلامیہ کے لیے جو مقالات تحریر کیے ان کی تعداد بتیس (32) ہے (۴) اور وہ دائرہ معارفِ اسلامیہ کی پہلی جلد سے لے کر اس کی آخری جلد تک مختلف جلدوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جس سے اس تعاون کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کو ڈاکٹر صاحب سے ملا۔

ان مقالات کے مسودے زیادہ تر ٹائپ شدہ ہیں۔ جو کہ وہ اپنے ہاتھ سے ٹائپ کرتے تھے۔ البتہ ابرہہ کا مقالہ ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یہ مقالہ تقریباً چھ (6) صفحات پر مشتمل ہے۔ تحریر بڑی واضح ہے۔ ہر لفظ اچھی طرح پڑھا جا سکتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ''خط'' (لکھائی) کے معاملے میں وہ بڑے محتاط تھے اور ان کی لکھائی بڑی واضح اور بہت کھلی کھلی ہوتی تھی۔

موضوعات کا جائزہ

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں ڈاکٹر صاحب کے جو مقالات طبع ہوئے ان کے موضوعات کو درج ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ا) آئین، قانون، نظم و نسق۔

ب) اسلامی معاشیات۔

ج) اسلامی اصطلاحات و تصوارت۔

د) سوانح نگاری۔

ھ) سیرت نگاری۔

ا) آئین، قانون، نظم و نسق

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے تمام قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس عنوان پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور انہوں نے اس پر اپنی متعدد کتابوں میں بڑی عمدہ بحثیں کی ہیں۔ ان کے جرمنی، فرانس اور جامعہ عثمانیہ حیدر آباد (دکن) سے پی ایچ ڈی کے مقالات بھی قریب قریب ایسے ہی موضوعات پر ہیں۔ اس لیے وہ عالم اسلام کے ایک ایسے سکالر اور ماہر قانون اسلامی تھے جن کا اس شعبے میں پورے عالم اسلام میں کوئی مدمقابل نہ تھا۔ انہوں نے "Muslim Conduct of State" کے عنوان پر اپنی کتاب میں اپنی مہارت و ممارست کا لوہا منوا لیا تھا۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں انہوں نے اس عنوان پر جو مقالات تحریر کیے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

① آئین

یہ مقالہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے تقریباً پونے دو سو صفحات پر محیط ہے۔ اس مقالہ (۵) میں فاضل مؤلف نے آئین کو ایک فارسی لفظ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اسلامی تاریخ میں اس کا سب سے پہلے استعمال بنو عباس کے

زمانے میں ہوا۔اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے میثاقِ مدینہ کو دنیا کا پہلا تحریری آئین قرار دیا(۶) اس موضوع پر ڈاکٹر صاحب ایک مستقل کتاب "The First Writen Constitution In The World" میں بھی اظہار خیال کر چکے ہیں۔الغرض یہ اس عنوان پر مختصر مگر جامع مقالہ ہے۔

- عہدِ نبوی میں نظم و نسق مملکت۔
- رسول اکرم ﷺ بطور مقنن۔

ان دونوں مقالات کا تعلق بھی ''قانون'' اور آئین سازی سے ہے اور چونکہ مقالات نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے لکھے گئے ہیں اس لیے ان موضوعات کا ''سیرتِ طیبہ'' سے بھی گہرا تعلق ہے یہ مقالات اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی انیسویں جلد اور ''مجموعہ سیرت خیرالانامؐ'' میں شامل ہیں۔(۷)

ان دونوں مقالات میں ڈاکٹر صاحب نے بڑی علمی بصیرت کے ساتھ عہد نبوی میں سلطنت مدینہ کے انتظامی ڈھانچے اور انتظامی مشینری کا جائزہ لیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں سرکاری مشینری بڑے منظّم اور بڑے مربوط طریقے سے کام کر رہی تھی، اس انتظامیہ کے شہری اور قومی ونگ ایک دوسرے سے الگ تھے، ہر کام بڑے منظّم اور مربوط طریقے پر انجام پذیر ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کے اس مقالہ میں بہت سی باتیں قارئین کے لیے اچھوتی اور نئی ہیں مثال کے طور پر انہوں نے بخاری صحیح کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانے میں مدینہ منورہ کی مردم شماری کرائی تھی جو غالباً عرب کی سرزمین پر ہونے والی پہلی مردم شماری ہے۔ نیز یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے بہت سی ذمہ داریاں خواتین کو تفویض کر رکھی تھیں۔

ان مقالات میں انہوں نے جزئی واقعات سے کلیات کا استنباط کیا ہے اور احادیث اور دوسرے مآخذ میں جہاں بھی کوئی واقعہ مذکور ہے، اس سے انہوں نے ایک قاعدہ اور کلیہ اخذ کرتے ہوئے، اسے عام زندگی پر منطبق کیا ہے۔الغرض ان دونوں مقالات سے عہد نبوی میں نظم و نسق اور قانون سازی کی صورت حال دکھائی دیتی ہے اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا ایک نیا گوشہ سامنے آتا ہے۔

ب) اسلامی معاشیات

ڈاکٹر صاحب اسلامی معاشیات اور اقتصادیات کے بعض پہلوؤں پر بھی گہری نظر رکھتے تھے اور اس بارے میں ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اس حوالے سے انہوں نے اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے لیے چند مقالات تحریر کیے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

① معاقل

جن دنوں میں ڈاکٹر صاحب کو شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی صدارت کی پیشکش ہوئی، ان دنوں وہ بیمہ کے عنوان پر مقالہ لکھ رہے تھے جس کا ذکر انہوں نے وائس چانسلر کے نام اپنے خط میں بھی کیا ہے۔ (۸) یہ مقالہ ''معاقل'' کے عنوان سے چھپا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے تفردات میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ وہ اسلام کے معاقل کے نظام کو موجودہ بیمہ کا پیش خیمہ قرار دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے معاقل پر جو مقالہ تحریر کیا ہے (۹) اس میں معاقل کی ادائیگی کی ذمہ داری سے جو جانی (مجرم) کے خاندان پر عائد کی گئی ہے انہوں نے وسیع تناظر میں ''بیمہ کمپنی'' کا مفہوم سمجھا ہے اور اسے موجودہ ''بیمہ'' کا پیش ''رو'' تصور کیا ہے۔ (۱۰)

اپنے اس مقالے میں انہوں نے عرب کی مقامی روایات اور خصوصاً ''میثاقِ مدینہ'' کی بعض دفعات کو بھی بطور دلیل پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ بعض قبائل میں ہنگامی ضروریات کے لیے فنڈز بھی جمع کرنے کا رواج موجود تھا۔ جس طرح کہ بنو نضیر کے ہاں اس کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ (۱۱) یہ ''فنڈز'' بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کے مطابق: ''معاقل کا یہی تصور مدینہ منورہ کے یہودی ساہوکاروں'' کے ذریعے مغرب میں پہنچا اور اس نے موجودہ شکل وصورت اختیار کر لی۔ بہر حال، علمی اور فکری اعتبار سے یہ مقالہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ہماری ناقص معلومات کے مطابق اس موضوع پر اولین کاوش ہے۔

② میزانیہ

بجٹ یا میزانیہ سازی بھی دنیا کے ان تصورات میں سے ہے، جسے مغرب اپنی اختراع قرار دیتا ہے، لیکن اس مقالے میں جو تقریباً چھ صفحات پر مشتمل ہے(۱۲) ڈاکٹر صاحب نے پوری تحقیق کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کو اس میدان میں سبقت کا شرف حاصل ہے۔ عام طور پر ہمارے ہاں عہد نبوی کے مالی وسائل کے عنوان پر معلومات بہت کم ملتی ہیں اور اس عہد کے متعلق یہ باور کیا جاتا ہے کہ گویا اس زمانے میں اسلامی ریاست بلا محصولات کے چل رہی تھی۔

بجٹ یا ''میزانیہ'' میں سرکاری اخراجات پورے کرنے کے لیے محاصل کی وصولی اور اس کے اخراجات کا ایک باقاعدہ نظام ہوتا ہے اس مقالہ میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ خود عہد نبوی میں ہر طرح کے محصولات جمع کیے جاتے تھے۔ ایک وقتی نوعیت کے تھے، اور دوسرے مستقل اور دیرپا نوعیت کے۔ چنانچہ اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں دونوں طرح محصولات کی وصولی کے نظام پر بحث کی ہے اور اسلامی حکومت کے مالی وسائل پر روشنی ڈالی ہے۔

اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے واضح کیا ہے کہ نقد سونا، چاندی، زراعت و باغبانی کی پیداوار اور جانوروں کے ریوڑوں کے علاوہ معدنیات اور رکاز (اتفاقاً دریافت شدہ پرانے دفینوں) پر بھی دس فیصد محصول عائد کیا گیا تھا۔ مقالے کے آخری حصے میں فاضل مقالہ نگار نے خلافت بنی امیہ اور عہد بنو عباس میں مختلف علاقوں سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدنی کے گوشواروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ الغرض یہ مقالہ ڈاکٹر صاحب کے علمی اور فکری زاویوں کے متعلق ایک چشم کشا اور ذہن کشا تحریر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عنوان پر انہوں نے اپنے انگریزی مقالے "Budgeting And Taxation In The Time Of The Holy Prophet" (جرنل پاکستان، ہسٹاریکل سوسائٹی آف پاکستان، کراچی ۱۹۹۵ء، اسلامک ریویو، ووکنگ لنڈن، ۱۹۵۶ء) میں بھی بحث کی ہے۔

اس سے ملتا جلا ایک عنوان آبنوس بھی ہے، ملتا جلتا اس لیے کہ اس کا تعلق اسلامی عہد کی صنعت کے ساتھ ہونے کی بناء پر بالآخر اس کا اسلامی معاشیات سے گہرا تعلق ہے۔

③ آبنوس

آبنوس پر مقالہ تقریباً اڑھائی صفحات پر مشتمل ہے۔(۱۳) یہ مقالہ بنیادی طور پر معروف مستشرق جے ھل (J.Hill) کا لکھا ہوا ہے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس پر نظر ثانی کر کے اسے بہتر بنایا ہے اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب نے ڈیڑھ صفحے پر مشتمل کتاب الصید نہ (مخطوطہ بروسہ، ورق ۹ وبعد) سے اردو ترجمہ کے ساتھ ایک طویل اقتباس بھی دیا ہے۔ جسے دائرہ معارف اسلامیہ کی پہلی جلد کے آخر میں زیادات کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔(۱۴) اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے آبنوس کی لکڑی کی اقسام اور اسلامی دنیا میں اس کے استعمال پر مفید اور اہم معلومات مہیا کی ہیں۔

ج) اسلامی اصطلاحات وتصورات

اسلامی اصطلاحات وتصورات وخیالات بھی اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کا ایک اہم شعبہ ہیں۔ چنانچہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں اس عنوان پر سینکڑوں مقالات شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس شعبہ سے متعلق جو مقالات تحریر کیے، ان میں درج ذیل عنوانات پر مقالات شامل ہیں:

① امۃ

امۃ کا لفظ قرآن مجید وحدیث میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔(۱۵) اس لیے اس کا مفہوم واضح کرنے کے لیے ایک خصوصی مقالہ شامل کیا گیا ہے یہ مقالہ آر پیرٹ (R.Paret) نامی معروف مستشرق نے لکھا ہے اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس پر نظر ثانی کی ہے۔ مقالہ تقریباً اڑھائی صفحات پر مشتمل ہے۔(۱۶) اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ، احادیثِ طیبہ اور میثاقِ مدینہ وغیرہ کے ذریعے ''امۃ'' کا مفہوم واضح کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے عمومی معنی قوم اور جماعت کے ہیں، مگر خاص طور پر ایسی جماعت کے جس میں کوئی امر مشترک پایا جائے۔ آگے چل کر فاضل مقالہ نگار نے ''امت'' کے لفظ پر بحث کرتے ہوئے اسے اسلام کے عالمگیریت کے تصور کے ساتھ ملا دیا ہے اور لکھا ہے کہ ملتِ اسلامیہ نہ صرف یہ کہ عربی تک محدود نہ رہی بلکہ ہر مسلمان خواہ اس کی قومیت کچھ بھی ہو، اس میں شامل ہوتا چلا گیا اور یوں ایک عالمگیر معاشرہ وجود میں آ گیا۔

د) سوانح نگاری

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں اعلام..........یعنی اسلامی شخصیات کے عنوان پر بھی بہت سا مواد شامل ہے۔ جسے اگر الگ کیا جائے تو اس کی ضخامت کسی طرح بھی چودہ پندرہ جلدوں سے کم نہ ہوگی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ بہت اچھے سوانح نگار بھی تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں مختلف لوگوں کی سوانح عمری اور ان کے حالاتِ زندگی پر بھی قلم اٹھایا ہے اس شعبے میں انہوں نے اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں جن جن شخصیات کے حالاتِ زندگی پر قلم اٹھایا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

① ابرہہ

نبی اکرم ﷺ کا سال ولادت ''عام الفیل'' کے نام سے معروف ہے۔ جو کہ عرب کی تاریخ کے سب سے انوکھے واقعے کی غمازی کرتا ہے۔ قرآن مجید کی ایک سورۃ بھی ''الفیل'' کے نام سے اتری۔ اس میں بھی اسی واقعے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس واقعے کا مرکزی کردار ''ابرہۃ'' نامی ایک حبشی حکمران تھا۔ اس عنوان پر اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں دو مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ پہلا مقالہ مستشرق (A.F.L.Beeston) کا ہے، جس نے ابرہہ کے متعلق زیادہ تر مغربی مآخذ پر انحصار کیا ہے اور اس نے ابرہہ کو ایک عظیم حکمران ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنے مقالہ میں جو تقریباً نو صفحات پر محیط ہے۔ ابرہہ کے متعلق مشرقی اور مغربی دونوں مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے متعلق بہت سے اہم حقائق بیان کیے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ ابرہہ دراصل عربی کے ابراہیم اور مغربی زبانوں کے ابراہام کی حبشی شکل ہے اس نام کے پہلے بھی ایک دو حکمران گزرے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے حجری آثار اور قدیم مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے ''ابرہہ'' کے خاندانی پس منظر، اس کی حکومت کے قیام، اس کے مقاصد اور اس کے حملہ کعبہ کے متعلق وقیع معلومات فراہم کی ہیں اور خصوصاً اس کے حملہ کعبہ کے متعلق بہت سے اہم حقائق ٹھوس مآخذ کی مدد سے بیان کیے ہیں۔ (۱۷) لیکن چونکہ اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے قدیم حجری اور قلمی مآخذ سے استفادہ کیا ہے اس لیے اس مقالے کا اسلوب ڈاکٹر صاحب کے دوسرے مقالات کے مقابلے میں قدرے بھاری پن لیے ہوئے ہے۔ سرسری نظر ڈالنے سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم کسی ترجمہ شدہ

مقالے کو پڑھ رہے ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ مقالہ مکمل طور پر ڈاکٹر صاحب کا مرتب کردہ ہے۔ اس مقالے میں انہوں نے خصوصاً قدیم تاریخوں کے اقتباسات بھی دیئے ہیں اور ابرہہ کے متعلق مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔

② الدینوری

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں ڈاکٹر صاحب نے جن شخصیات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان میں سے ایک اہم شخصیت ابوحنیفہ الدینوری، کی بھی ہے جو اپنی کتاب ''الاخبار الطّوال'' کی بناء پر بڑی تاریخی شہرت رکھتے ہیں۔ یہ مقالہ تقریباً چار صفحات پر مشتمل ہے۔ (۱۸) ابوحنیفہ الدینوری بنیادی طور پر ماہر نباتات تھا مگر نحو، لغت، ہندسہ، نجوم، ریاضی، تاریخ وغیرہ علوم میں بھی قابلِ وثوق سمجھا گیا ہے۔ فقہ اور تفسیر میں بھی اس نے گراں قدر آثار چھوڑے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے الدینوری کے حالات زندگی اور اس کی تصانیف پر تفصیلی بحث کی ہے۔ یہ بحث بڑی چشم کشا ہے اور الدینوری کے متعلق بہت سی وقیع علمی معلومات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ الدینوری کی بیس سے زیادہ کتابوں میں سے اب تک صرف الاخبار الطّوال اور ''جزء من کتاب النبات ''ہی دستیاب ہوئی ہے نیز کتاب الانواء کے طویل اقتباسات ملے ہیں۔ ان کے خیال میں الدینوری کی اصل شاہکار ان کی کتاب النبات ہے ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے لغت کی اہم کتابوں مثلاً الازہری کی ''تہذیب اللغۃ''، ابن سیدہ کی ''المحکم'' اور ''المخصص''، ابن منظور کی ''لسان العرب'' الصغانی کی ''العباب'' اور مرتضٰی الزبیدی کی ''تاج العروس'' وغیرہ میں مختلف الفاظ کے تحت جب الدینوری کی کتاب النبات کے اقتباسات کو جمع کیا اور ان کے مکررات کو حذف کیا تو پندرہ سو صفحات میں ان کا مبیضہ تیار ہوا ہے۔ ان کی مدد سے کتاب النبات کا کم وبیش نصف حصہ دوبارہ مرتب ہو جاتا ہے۔ (۱۹) چنانچہ انہوں نے یہ کتاب ۱۹۷۵ء میں طبع کر دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے الدینوری کی کتاب النبات کے اصل طریقے سے اقتباسات کو جمع کرنے میں جو زحمت اٹھائی اور مذکورہ بالا کتابوں کا ایک ایک ورق کھنگالا اور پھر اصل ترتیب کے مطابق ان کو مرتب کیا یہ صرف انہی کا کام تھا اور اس مشکل کام کی مشکلات کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں واقعی پہاڑ جیسا عزم اور ایسی ہمت سے نوازا تھا۔

③ السرخسی۔الحاکم الشہید

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتابوں اور مقالات میں ایک شخصیت کا بہت کثرت سے حوالہ دیا ہے۔یہ شخصیت السرخسی ،ابوبکر محمد بن ابی سہل کی ہے۔وہ اوران کی کتاب المبسوط ڈاکٹر صاحب کا پسندیدہ ترین مآ خذ رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ المبسوط انہوں نے بار بار پڑھی تھی اوراس کے اقتباسات اوراہم موضوعات انہیں ازبریاد تھے۔یہ کتاب امام محمد کی مختصرالسیر الکبیر کی فاضلانہ شرح ہے، جوقاہرہ سے تیس جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔السرخسی پر اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں ان کالکھا ہوا فاضلانہ مقالہ تقریباً چار (4) صفحات پر مشتمل ہےاوراس میں انسائیکلو پیڈیا آف اسلام،لائیڈن کے مقالہ نگار کی متعدد غلطیوں کی بھی نشان دہی کی گئی ہےاورالسرخسی کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر عمدہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔(۲۰)

السرخسی نے یہ کتاب مشہور روایت کے مطابق جیل میں اور بعض روایات کی رو سے اندھے کنوئیں میں اپنی قید کے دوران قلم بند کرائی۔ڈاکٹر صاحب نے ان تمام روایات کا جائزہ لیتے ہوئے دنیائے فقہ میں اس کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔المبسوط فقہ کی دوسری کتابوں کی طرح نہیں ہے مصنف امام محمد کی کتاب ''السیر الکبیر'' کو سامنے رکھ کراس کی شرح لکھواتے ہوئے مختلف واقعات اورروایات کا بکثرت حوالہ دیتے ہیں۔ان میں بعض بڑی قیمتی اورنادر معلومات بھی ملتی ہیں۔اس نے مختلف مقامات پراپنی ذاتی زندگی اور ذاتی حالات کے متعلق بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔مجموعی طور پر مقالہ بہت معلومات افزااور جامع ہے۔

ھ) سیرت نگاری

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں ڈاکٹر صاحب نے سب سے زیادہ جو مقالات لکھے ہیں۔ان کا تعلق بنیادی طور پر سیرت سے ہے جو کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ موضوع تھا۔مجموعی طور پرانہوں نے اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں سیرتِ طیبہ سے متعلق موضوعات پر تقریباً چوبیس (24) مقالات تحریر فرمائے ہیں جو کہ کسی بھی کتاب میں ڈاکٹر صاحب کے اس عنوان پر لکھے گئے مقالات کی سب سے بڑی تعداد ہےاور پھر یہ مقالات خصوصی طور پراردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی ضرورت کو سامنے رکھ کر لکھے گئے ہیں اس لیے یہ مقالات بڑی اہمیت رکھتے ہیں

سیرت طیبہ پر لکھے گئے ان مقالات کو جب ہم مزید دیکھتے ہیں تو انہیں حسب ذیل عنوانات پر تقسیم کیا جا سکتا ہے:

① ذاتِ نبوی ﷺ۔

② غزواتِ نبوی ﷺ۔

③ اہم واقعاتِ سیرت۔

④ عائلی زندگی/ خاندان نبوی۔

⑤ قریبی صحابہ کرامؓ۔

⑥ قبائل/ عہد نبویؐ کے اہم قبائل۔

❶ ذاتِ نبوی ﷺ

نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہر مسلمان کے لیے مرکزی نقطۂ ایمان ہے۔ آپ تو کونین کی سب سے معزز اور سب سے محترم ہستی ہیں۔ اس لیے اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں اس عنوان کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ اس حوالے سے جب انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لائیڈن) کے اس عنوان پر مقالے کا جائزہ لیا گیا تو اسے انتہائی ناقص پایا گیا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس عنوان اور اس سے متعلقہ عنوانات پر جدید مقالات لکھوائے جائیں۔ البتہ اس بات پر کافی غور وغوض کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی ''شخصیتِ مبارکہ'' پر کس محقق سے مقالہ لکھوایا جائے؟ اس وقت پاکستان میں بھی ایک سے ایک بڑھ کر سیرت نگار موجود تھے، لیکن ڈاکٹر سید عبداللہ کی صدارت میں شعبہ کی مجلس ادارت نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ اس عنوان پر لکھنے کے لیے ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے درخواست کی جائے۔ اس لیے کہ ڈاکٹر صاحب دائرہ معارفِ اسلامیہ میں لکھنے کی نزاکتوں اور باریکیوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ چنانچہ اس عنوان پر انہوں نے ایک مفصل مقالہ تحریر کر دیا۔

ان کا یہ مقالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے لیے ڈاکٹر صاحب کے لکھے گئے دوسرے مقالات کے مقابلے میں منفرد اہمیت کا حامل ہے، انہوں نے اپنے اس مقالے میں نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے متعلق اپنی زندگی بھر

کی تحقیقات کو جمع کر دیا ہے۔ سیرت نگاری کے ضمن میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا اپنا ہی اسلوب ہے، جو دوسرے سیرت نگاروں سے انہیں ممتاز کرتا ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ فطری انداز میں پیش کرتے ہیں اور مافوق الفطرت باتوں کا کم سے کم ذکر کرتے ہیں۔

ان کے ہاں سیرتِ طیبہ کی اساس، مستند اور ٹھوس روایات پر استوار ہے وہ مختلف واقعات کے پس منظر کو بھی بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے ہاں واقعات کے سیاق وسباق سے بھی بڑی مدد لی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسی روایات کا بھی ذکر کرتے ہیں جو عام لوگوں کے تصور سے قطعی مختلف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے واقعہ ہجرت کے متعلق ابن سعد کے اس بیان پر اعتماد کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ہجرت کے دن آپ کے خاندان کی ایک عورت ''رفیق'' نے دشمنوں کی اس سازش سے بروقت باخبر کر دیا تھا اور نبی اکرم ﷺ اس کی اطلاع پر دوپہر کے وقت اپنے گھر سے نکل گئے تھے۔

اسی طرح انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ''غزواتِ مبارکہ'' کا مطالعہ بھی اسی انداز اور اسی اسلوب سے پیش کیا۔ غزواتِ نبویہ کے ضمن میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ان تدبیروں کو بطور خاص نمایاں کیا ہے جو آپ ان غزوات اور ان جنگوں میں فتح حاصل کرنے کے لیے اختیار فرماتے تھے۔

مختصراً یہ کہ یہ مقالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالات میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔(۲۱)

❷ غزواتِ نبوی ﷺ

نبی اکرم ﷺ کے غزاوتِ مبارکہ سیرتِ طیبہ کا ایک اہم حصہ ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اگرچہ ''فنِ حرب'' کا باقاعدہ مطالعہ نہیں کیا تھا، لیکن انہوں نے مختلف غزوات کے مقامات کا اور اس کے متعلق مختلف مقالات اور مضامین کا اس حد تک مطالعہ کیا ہوا تھا کہ وہ اس عنوان پر بڑی اتھارٹی سمجھے جاتے تھے۔ اسی بناء پر ان کی کتاب ''عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ'' جو انگریزی کتاب "The Batle Fields Of Prophet Muhammad" کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب پہلے مقالے کی شکل میں اسلامک ریویو (ستمبر ۱۹۵۱ء) میں شائع ہوئی، بعدازاں انہوں نے اسے کتابی شکل وصورت میں شائع کیا۔

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے لیے انہوں نے اس عنوان سے جو مقالات تحریر کیے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

①	اُحد	(۲۲)	②	بدر	(۲۳)
③	حدیبیہ	(۲۴)	④	حنین	(۲۵)
⑤	خندق	(۲۶)	⑥	خیبر	(۲۷)
⑦	طائف	(۲۸)			

یہ ساتوں کے ساتوں غزوات نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے اہم ترین غزوات ہیں اور ان غزوات میں نبی اکرم ﷺ نے جو حکمت عملی اور جو دفاعی انداز اختیار فرمایا اور نہ صرف یہ کہ ان میں کامیابی حاصل کی، بلکہ ان غزوات کی مدد سے وہ اعلیٰ ترین مقاصد بھی حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی جن کے ذریعے اسلام کو پورے خطے میں کامیابی ملی۔ یہ سب کچھ نبی اکرم ﷺ کی کامیاب حکمت عملی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اس بات کا بھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو عظیم ترین اہلیتوں سے نوازا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے نبی اکرم ﷺ کی جنگی حکمت عملی کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔

❸ اہم واقعاتِ سیرت

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں پیش آنے والے بہت سے اہم واقعات یا موضوعات پر بھی مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مندرجہ ذیل اہم عنوانات پر قلم اٹھایا۔

○ ایلاف

قریش مکہ موسم سرما اور موسم گرما میں تجارتی کاروان بھیجتے تھے، جو نبی اکرم ﷺ کے بزرگوں کی کامیاب سفارت کاری کا نتیجہ تھے، اسے قرآن حکیم میں ایلاف قرار دیا گیا ہے اس کا آغاز (نبی اکرم ﷺ)، کے دادا جناب ہاشم بن عبد مناف سے ہوا تھا اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے اس عنوان کا تاریخی اور تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے(۲۹)

○ بعث

نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے ایام میں جومحیر العقول کامرانیاں حاصل کیں۔ان کے پیچھے آپ کی تعلیمات کی صداقت اوران تعلیمات کو مؤثر طور پر لوگوں تک پہنچانے کا عمدہ ترین انداز بھی کارفرما تھا۔آپ کی تعلیمات میں ایک اہم موضوع ''بعث'' کا بھی ہے۔بعث کے لغوی معنی بھیجنے ،روانہ کرنے ، برپا کرنے اور اٹھانے وغیرہ کے ہیں۔بطور اصطلاح اس سے مراد روزِ محشر میں لوگوں کا زندہ کر کے اٹھایا جانا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں ''بعث'' یا معاد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اپنے مقالے میں اسی عنوان پر قرآن وسنت کی تعلیمات کا جائزہ پیش کیا ہے جو بہت معلومات افزا ہے۔(۳۰)

○ حلف الفضول

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو فطری طور پر تمام ''اچھائیوں'' اور خوبیوں کا حامل بنا کر پیدا کیا تھا۔چنانچہ آپ پیدائشی طور پر نرم خو،مہربان ، دوسروں کے مخلص و ہمدرد ،مظلوموں کے ساتھی اور غریبوں کے ماوی وملجا تھے۔جس کا ثبوت آپ کی ابتدائی زندگی میں حلفِ الفضول نامی معاہدے میں آپ کی شرکت ہے۔نبی اکرم ﷺ کے عہدِ شباب میں اس نام سے ایک معاہدے کا احیاء ہوا،محقق کے مطابق ،اس معاہدے کا یہ نام اس لیے پڑا کہ اس میں ''فضل'' نام کے متعدد اشخاص شامل تھے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ اس نوع کا پہلا معاہدہ بنوجرہم کی تین سرداروں نے باہمی طور پر کیا تھا۔جن کے ناموں میں فضل کا نام قدر مشترک کے طور پر موجود تھا۔نبی اکرم ﷺ نے اپنے عہد شباب میں اس معاہدے کو نہ صرف یہ کہ زندہ کیا، بلکہ آپ عمر بھر،اپنے اس عہد پر قائم رہے۔ (۳۱)

○ الحمس

اسلام نے دورِ جاہلیت کی بہت سی رسموں اور بہت سے باطل اعتقادات کو ختم کر کے ان کی جگہ اعلیٰ تر تصورات دیئے ہیں ایسے ہی تصورات اور موضوعات میں ایک موضوع الحمس کا بھی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت حرم مکہ کے رہنے والوں کو ''الحمس'' کہا جاتا تھا اور اس نام کے تحت آنے

والے قبائل، حدود حرم سے باہر جا کر وقوف عرفات نہ کرتے تھے اسلام نے اس تصور کو ختم کر دیا اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے اس عنوان پر بہت عمدہ تحقیقات پیش کی ہیں۔ (۳۲)

○ خط

خط کے لغوی معنی اس لکیر کے ہیں جو عرب کے کاہن وغیرہ ریت پر بنایا کرتے تھے، بعدازاں تحریر (لکھائی) کے لیے یہ اصطلاح استعمال ہونے لگی۔ نبی اکرم ﷺ کے مبارک زمانے میں عربی خط کا جس طرح آغاز وارتقاء ہوا اور جس طرح قرآن مجید اور احادیث کی کتابت نے اس کو چند ہی برسوں میں خاص و عام مقبول اور ہردلعزیز بنادیا، اس مقالے میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ عربی خط کے پورے پس منظر و پیش منظر کے مطالعے کے ضمن میں یہ مقالہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ (۳۳)

○ معراج

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو جو خصوصی امتیازات عطا فرمائے ہیں، ان میں سے ایک ''معراجِ نبوی'' کا واقعہ بھی ہے۔ معراج کا مادہ عروج ہے۔ جو جسمانی اور روحانی عروج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ معراج جسمانی طور پر ہو یا روحانی طور پر اور یہ واقعہ کب اور کس سال پیش آیا؟ الغرض معراج کے ضمن میں جو بھی روایات ملتی ہیں، ڈاکٹر صاحب نے ان کا جائزہ اور مطالعہ پیش کرتے ہوئے معراج کے ضمن میں بڑی اہم اور مفید معلومات دی ہیں۔ (۳۴)

❹ قبائل عہدِ نبویؐ

سیرتِ طیبہ کے مطالعہ کے دوران میں بہت سے قبائل کا ذکر آتا ہے جن کے حالات کا مطالعہ کیے بغیر عہدِ نبویؐ کے حالات و واقعات کو نہیں سمجھا جاسکتا۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں ایسے قبائل کے حالات و کوائف پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے درج ذیل قبائل کے حالات پر لکھا ہے:

① احابیش

احابیش کا ذکر خصوصاً غزوات نبویہ اور صلح حدیبیہ کے واقعات کے ضمن میں بالتکرار آتا ہے۔ یہ متعدد قبائل کا ایک مجموعہ تھا، یہ لوگ عہد نبوی میں اکثر قریش کی صفوں میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے نظر آتے ہیں، بظاہر یہ حبشی کی جمع الجمع معلوم ہوتا ہے مگر اصطلاحاً اس سے مراد متحد یا حلیف قبائل ہیں۔ اس قبائلی اتحاد میں بنو المصطلق، الحیاء، بنوالمعون، بنوالحارث بن مناۃ، قبیلہ قارہ اور قبیلہ قارظ وغیرہ شامل تھے۔ قبائل کے اس اتحاد کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی معلومات ہماری بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرتی ہیں اور عہدِ نبوی میں قبائل کی سطح پر لڑی جانے والی بہت سی جنگوں کا پس منظر بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ مقالہ بڑا مبسوط اور معلومات افزا ہے۔(۳۵)

② بنوثقیف

بنوثقیف نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بڑی اہمیت رکھنے والا ایک قبیلہ تھا جو کہ طائف میں آباد تھا، نبی اکرم ﷺ جب قریش مکہ سے مایوس ہوئے تو آپ نے بنوثقیف کو دعوت دینے کا فیصلہ کیا، مگر ان لوگوں نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ تاریخ عالم کا ایک سنگین حادثہ ہے۔ بنوثقیف سے فتح مکہ کے بعد جنگ اور عام الوفود کے دوران میں اس قبیلے کا قبول اسلام، مقالے کے اہم موضوعات ہیں۔ بنوثقیف کی تاریخ اور عہد نبوی میں ان کی سرگرمیوں کے متعلق مقالہ بڑی افادیت رکھتا ہے۔(۳۶)

③ سلیم بنومنصور

بنوسلیم بن منصور عہد نبوی میں قبائل مضر (عدنان) کی شاخ قیس عیلان کا ایک طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی معرکہ آرائی رہی، اس کا شمار عرب کے تین مرکزی اور بنیادی قبائل میں ہوتا تھا۔ مقالہ میں اس قبیلے کی تاریخ پر گہری نظر ڈالی گئی ہے۔(۳۷)

❺ صحابہ کرام/شخصیات سیرت

نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کے ساتھ کچھ شخصیات کا کچھ ایسا تعلق ہے کہ ان کا بابرکت تذکرہ کیے بغیر سیرت کا کوئی مجموعہ بھی مکمل نہیں ہوتا۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں ایسی متعدد شخصیات پر مقالات سیرت شامل ہیں ان میں سے چند شخصیات کا بابرکت تذکرہ ڈاکٹر صاحب کے قلم سے مرتب ہوا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

① زینب بنتِ جحشؓ

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ تھیں۔ روایات کی رو سے ان کا آپ ﷺ سے نکاح آسمان پر ہوا.......... لیکن چونکہ وہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ کے نکاح میں رہی تھیں اور پھر انہوں نے جب طلاق دے دی تو آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کے زمانے میں منافقوں نے اور بعد کی تاریخ میں غیر مسلموں نے اس واقعے کو بہت اچھالنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس مقالے میں حضرت زینبؓ کے حالاتِ زندگی خصوصاً اس واقعے کا کچھ اس انداز سے جائزہ لیا ہے کہ تمام غیر مسلموں کے پھیلائے ہوئے تمام شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے (۳۸) یہ مقالہ ''سیرت خیر الانام'' کے مجموعہ میں بھی شامل ہے۔

② حضرت علی بنؓ ابی طالب

نبی اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی آپ کے کنار پروردہ، عظیم ترین صحابی اور آپ ﷺ کے داماد.......... ڈاکٹر صاحب نے خلیفہ چہارم کی ذاتی زندگی اور سیرت کا مطالعہ کچھ ایسے اسلوب سے پیش کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی عظمت بڑی عمدگی کے ساتھ ذہنوں میں بیٹھ جاتی ہے۔ (۳۹)

③ حضرت عمر بن الخطابؓ

خلیفہ دوم...... نبی اکرم ﷺ کے سسر اور جلیل القدر صحابی.......... اسلام کو ان کی ذات سے جو عظمت ملی اور اسلامی تاریخ میں ان کا جو مقام اور رتبہ ہے، خصوصاً ان کا ساڑھے دس سالہ عہد خلافت راشدہ کا تاریخ عالم میں جو

مقام اور حیثیت رکھتا ہے، ڈاکٹر صاحب نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس کا جائزہ لیا ہے۔(۴۰)

④ عمرو بن امیہ

حضرت عمروؓ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ممتاز سیاسی خدمات انجام دینے والے اور اسلام کے سب سے اولین سفیر تھے...... عمرو بڑی قدر ومنزلت والے صحابی ہیں۔

اس مقالے میں.......... فاضل مقالہ نگار نے بہت سے انکشافات کیے ہیں، مثال کے طور پر لکھا ہے کہ عمرو بن امیہ کو نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ نجاشی (حکمران حبشہ) کو ایک خانہ جنگی کے دوران میں اس کے چچا نے غلام بنا کر فروخت کر دیا تھا، چنانچہ اس نے یہ زمانہ حضرت عمرو بن امیہ کے قبیلے (بنوضمرہ) کے ہاں بسر کیا تھا جو کہ بدر کے مقام پر مقیم تھا.......... بعد میں یہی شخص حبشہ کا حکمران (نجاشی) بن گیا۔ اس کے ہاں مسلمانوں نے پناہ لی تھی، ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب پہلی مرتبہ عمرو بن امیہ کو نبی اکرم ﷺ نے سفیر بنا کر بھیجا، تو اس وقت وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ تاہم بعد ازاں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور قراء صحابہ میں شمار ہوئے (۴۱) بئر معونہ سے جو واحد صحابی قتل وغارت گری سے بچے تھے وہ یہی عمرو بن امیہ تھے۔ اس وقت وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ نجاشی اور بنوضمرہ کے تعلقات کے ضمن میں یہ معلومات بہت سے پہلوؤں سے چونکا دینے والی ہیں۔(۴۲)

❻ نبی اکرم ﷺ بطور حکمران

یہ بالکل نیا عنوان ہے۔ اس عنوان سے ڈاکٹر صاحب نے اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے لیے دو مقالات تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں ایک عہد نبوی میں نظم ونسق (۴۳) اور دوسرا رسول اکرم ﷺ بطورِ مقنن (۴۴) جن پر پہلے بھی گفتگو ہو چکی ہے۔ الغرض اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے مقالات تحریر فرمائے، وہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور ان کی زندگی بھر کی تحقیقات کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کرتے ہیں اس طرح پنجاب یونیورسٹی کے تحت طبع ہونے والے اس موسوعہ علمیہ کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کا تعاون اہل پاکستان سے ان کی دلی محبت اور دل بستگی کا آئینہ دار ہی نہیں بلکہ تحقیق ودرایت کے پہلو سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

''اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مقالات کی فہرست

نمبر شمار	عنوان مقالہ	جلد	صفحات
۱۔	آئین	۱	۱۔۲
۲۔	ابرھۃ	۱	۳۸۱۔۳۸۹
۳۔	آبنوس	۱	۷۔۹
۴۔	احابیش	۲	۲۷۔۳۱
۵۔	اُحد	۲	۳۱۔۳۸
۶۔	ایلاف	۲	۷۱۸۔۷۲۰
۷۔	امۃ	۳	۲۴۳۔۲۴۵
۸۔	بدر	۴	۱۵۳۔۱۵۶
۹۔	بعث	۴	۶۲۳۔۶۲۹
۱۰۔	ثقیف	۶	۱۰۲۳۔۱۰۲۶
۱۱۔	حدیبیہ	۷	۹۵۸۔۹۶۲
۱۲۔	حلف الفضول	۸	۵۱۲۔۵۱۵
۱۳۔	الحمس	۸	۶۳۰۔۶۳۲
۱۴۔	حنین	۸	۶۹۶۔۶۹۸
۱۵۔	خط	۸	۹۶۱۔۹۶۷

۱۶۔	خندق	۹	۲۔۱۱
۱۷۔	خیبر	۹	۶۶۔۷۲
۱۸۔	الدینوری	۹	۵۷۶۔۵۸۰
۱۹۔	زینب بنتِ جحش	۱۰	۵۶۵۔۵۶۸
۲۰۔	السرخسی	۱۰	۸۱۱۔۸۱۵
۲۱۔	سلیم بن منصور	۱۱	۲۱۴۔۲۱۸
۲۲۔	طائف	۱۲	۳۹۴۔۳۹۷
۲۳۔	علی بن ابی طالب	۱۴/۲	۴۲۔۴۷
۲۴۔	عمر بن الخطاب	۱۴/۲	۲۰۷۔۲۳۰
۲۵۔	عمرو بن امیہ	۱۴/۲	۲۵۳۔۲۵۶
۲۶۔	حضرت محمد ﷺ	۱۹	۱۔۸۹
۲۷۔	عہدِ نبویؐ میں نظم و نسق مملکت	۱۹	۲۱۳۔۲۲۲
۲۸۔	رسول اللہ اکرمؐ بطور مقنن	۱۹	۲۲۲۔۲۳۴
۲۹۔	معاقل	۲۱	۲۸۲۔۲۸۹
۳۰۔	معراج	۲۱	۳۴۶۔۳۵۱
۳۱۔	میزانیہ	۲۱	۹۵۸۔۹۶۳
۳۲۔	یہود	۲۳	۳۵۵۔۳۶۳

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا خط بنام وائس چانسلر (شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں محفوظ)۔

۲۔ اصل خط شعبہ اردو معارفِ اسلامیہ میں محفوظ۔

۳۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خط ان کے اپنے ہاتھ کی تحریری صورت میں شعبہ میں محفوظ ہے اس خط سے حسب ذیل امور واضح ہوتے ہیں۔

(i) ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے پیرس میں آنے سے قبل حیدر آباد (دکن) میں ۱۴ سال ملازمت کی تھی، چونکہ وہ ۱۹۴۸ء کے بعد سے پیرس میں تھے، اس لیے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ۱۹۳۵ء سے اس کا آغاز کیا تھا، اسی سال وہ اپنا مقالہ مکمل کر کے واپس گئے تھے۔

(ii) انہیں اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے لیے تحقیقی کام سے بے حد لگاؤ تھا اور انہیں اس کام کی ترقی بے حد عزیز تھی۔

۴۔ اشاریہ مقالہ نگاران (قلمی) مرتبہ شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ (بذیل مادہ)۔

۵۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ۱۔۲۔

۶۔ ایضاً/۱۔۲۔

۷۔ دیکھیے اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ۲۱۳/۱۹۔۲۲۲:۱۹/۲۲۲۔۲۳۴۔

۸۔ دیکھیے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا خط، بنام پروفیسر حمید احمد خان، رئیس جامعہ پنجاب (قلمی)۔

۹۔ دیکھیے اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ۲۱/۲۸۲۔۲۸۹۔

۱۰۔ ایضاً: ۲/۳۸۳۔

۱۱۔ ایضاً: ۲۱/۲۸۴۔

۱۲۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ۲۱/۹۵۸۔۹۶۳۔

۱۳۔ دیکھیے کتاب مذکور ۱/۷۔۹۔

۱۴۔ دیکھیے جلد اول۔ زیادات۔ آخر میں ص: الف، ب۔

۱۵۔ دیکھیے ۲ (البقرہ): ۲۱۳، المائدہ (۵/۴۸)؛ الزخرف (۴۳/۲۲)؛ وغیرہ نیز دیکھیے احمد بن حنبل، مسند، مسلم کتاب الفتن، حدیث، ۱۹؛ نیز بمدد اشاریہ A.J.Wensrck

۱۶۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ؛ ۳: ۲۴۳ تا ۲۴۵۔

۱۷۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ۱/۳۸۰۔۳۸۹۔

۱۸۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ۹/۵۷۶۔۵۸۰۔

۱۹۔ ایضاً،۹/۵۷۸۔

۲۰۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،۱۰۔۸۱۱/۸۱۴۔

۲۱۔ دیکھیے جلد۱۹۔۱......۸۹؛ مقالات مجموعہ سیرت خیر الانام ﷺ ص،۲۱۔۱۸۹۔

۲۲۔ ایضاً،۲/۳۱۔۳۸۔

۲۳۔ ایضاً:۴/۱۵۳۔۱۵۶۔

۲۴۔ ایضاً:۷/۹۵۸۔۹۶۲۔

۲۵۔ ایضاً:۸/۶۹۲۔۶۸۹۔

۲۶۔ ایضاً:۹/۲......۱۱۔

۲۷۔ ایضاً:۹/۲۲۔۲۷۔

۲۸۔ ایضاً:۱۲/۳۹۴۔۳۹۷۔

۲۹۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،۳/۴۱۸۔۴۲۰۔

۳۰۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،۴/۶۲۳۔۶۲۹۔

۳۱۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،۸:۵۱۲۔۵۱۵۔

۳۲۔ ایضاً:۸/۶۳۰۔۶۳۲۔

۳۳۔ ایضاً:۸/۹۶۱تا۹۶۷۔

۳۴۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،۲۱:۳۴۶۔۳۵۱۔

۳۵۔ ایضاً:۲/۲۷۔۳۱۔

۳۶۔ ایضاً:۱۱/۲۱۴۔۲۱۸۔

۳۷۔ ایضاً:۱۱/۲۱۴۔۲۱۸۔

۳۸۔ دیکھیے: اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،۱۰/۵۶۵۔۵۶۸۔

۳۹۔ ایضاً:۲۔۱۴/۲۴تا۴۷۔

۴۰۔ ایضاً۔

۴۱۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ،۱۴/۲؛۲۵۴

۴۲۔ ایضاً:۱۴/۲:۲۵۳۔۲۵۶۔

۴۳۔ ایضاً:۱۹:۲۱۳۔۲۲۲۔

۴۴۔ ایضاً:۱۹:۲۲۲۔۲۳۴۔